قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 30 مارچ 2020ء | 5 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 77

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۸﴾

(الفرقان:78)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس تم اُسے جھٹلا چکے ہو سو ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔

خصوصی پیغام حضور انور

ان حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبہ کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کر لوں اور مخاطب ہو جاؤں

گھروں میں احباب جماعت کو چاہئے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے

ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں

حکومت نے عوام کی بہتری کے لئے آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لئے جو ہدایات دی ہیں جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں

دُعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں

سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اللہ تعالیٰ اس وباء سے دُنیا کو جلد پاک کرے اور سب دُنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام مورخہ 27 مارچ 2020ء بمقام دفتر اسلام آباد، ٹلفورڈ یو کے

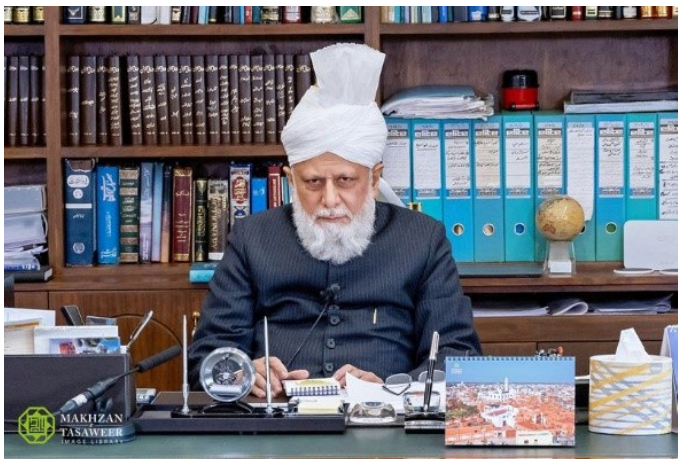

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مارچ 2020ء کو اپنے دفتر واقع اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے میں احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو ایک خصوصی پیغام ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کل جو وباء پھیلی ہوئی ہے وائرس کی اس کی وجہ سے حکومت نے پابندیاں لگائی ہیں دنیا میں بہت ساری حکومتوں نے اور یہاں برطانیہ کی حکومت نے بھی کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہو سکتی یا اگر ہو سکتی ہے تو دو یا چند افراد سے زیادہ نہ ہوں اور وہ بھی قریبی لوگ ہوں۔ ابھی قانون واضح نہیں ہو رہا۔ کوئی تشریح کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کہ یہ صرف جیسا کہ میں نے کہا کہ قریبی رشتہ دار ہوں تبھی ہو سکتا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ دوست یا ساتھ رہنے والے ہوں تو بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ تو بہرحال ان حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جمعہ میں بھی بعض چیزیں وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبہ کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کر لوں اور مخاطب ہو جاؤں۔ جمعہ باقاعدہ نہ پڑھا جائے۔ جمعہ کے روز ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ سننا خلیفہ وقت کا خطبہ سننا ایسا ہے کہ جس کی اب لوگوں کو عادت پڑ چکی ہے۔ اگر آج اس وقت میں جماعت سے مخاطب نہ ہوا تو لوگوں کو بعض دفعہ مایوسی بھی ہوتی ہے اور پھر اس کے علاوہ مختلف قسم کی قیاس آرائیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے مخاطب ہو جاؤں اور اس کے لئے یہی طریقہ اختیار کیا گیا کہ دفتر سے بیٹھ کر ایک پیغام کی صورت میں آپ سے مخاطب ہو جاؤں۔

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا آج جو جمعہ ہے وہ ہم تو نہیں پڑھیں گے اور آئندہ کے لئے انشاء اللہ کیا طریق اختیار کرنا ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بتا دیا جائے گا۔ لمبا عرصہ ہم جمعہ چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ میرا جماعت سے جیسا کہ میں نے کہا رابطہ بھی ضروری ہے اور آج کل کے حالات میں خاص طور پر اور بھی زیادہ ضروری ہے اس لئے وکلاء اور متعلقہ لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد انشاء اللہ اس کا ہم حل نکال لیں گے۔ افراد جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جیسا کہ جہاں مسجد میں آنے پر حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے پابندی لگائی ہے یا پابندی تو نہیں لگائی یہاں مثلاً یو۔کے میں یہ ہے کہ انفرادی طور پر مسجد میں آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا چند فیملی ممبران بھی آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن وہاں یہی ہے کہ فاصلہ اتنا ہو کہ جو حکومت نے بتایا کہ آپس میں قریبی رابطہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود باجماعت نماز اس طرح نہیں پڑھی جا سکتی سارے اکٹھے ہو کے آئیں۔ تو اسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہئے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔ جمعوں کو بہرحال لمبا عرصہ ترک نہیں کیا جا سکتا۔ خطبہ کے لئے جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو مطالعہ کریں گے اس

باقی صفحہ نمبر 7 پر

اس شمارہ میں

- خصوصی پیغام حضور انور
- اداریہ۔ جزاک اللہ خیرًا
- متن خطبہ جمعہ 6 مارچ 2020ء
- مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- دعاؤں سے روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کریں
- پانچ بابرکت کام

فرمانِ رسول ﷺ

صدقات دینے اور معاف کرنے کا اجر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزتی نہیں ہوتی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 235)

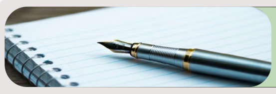

اداریہ

اسلامی اصطلاح۔جزاك اللہ خیرًا کا استعمال

اسلام نے ایک مومن کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک ادب شکر گزاری یا شکر بجا آوری بھی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور دوسرا اپنے معاشرہ میں ایک دوسرے کے احسانات کا شکر ادا کرنا ہے۔

جہاں تک اپنے رب کائنات کی نعمتوں کاذکر ہے۔ اس میں دو قسم کی نعمتیں ہیں ایک تو صفت ’’الرحمٰن‘‘ کے تحت بن مانگی نعمتیں ہیں جیسے ہوا، پانی، زمین و آسمان اور دوسری صفت’’الرحیم‘‘ کے تحت اللہ تعالیٰ سے مانگی گئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر شکر نعمت کاذکر فرمایاہے۔ سورۃ النمل کے مطابق شکر کرنے کا فائدہ اپنے نفس کے لئے ہے۔

پھر سورۃ ابراہیم آیت 8 میں اللہ تعالیٰ نےفرمایا: لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔ سورۃ النمل آیت 20 میں اللہ تعالیٰ نے شکر ادا کرنے کی دُعا بھی سکھلادی جو ان الفاظ میں ہے۔

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکو کار بندوں میں داخل کر۔ (النمل:20)

اور سب سے بڑھ کر سورۃ لقمان میں لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح میں سےایک نصیحت شکر کی نعمت ہے۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس کے بعد انسان کو شکر کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے جو اس سورۃ کریمہ میں ایک مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔بار بار حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو شکر کی نصیحت فرماتے ہیں۔ پس حضرت لقمانؑ کو جو حکمت عطا ہوئی اس کا مرکزی نکتہ ہی شکر الٰہی ہے جس سےان کو نصیحت کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تو کوئی انتہاہی نہیں جس نے زمین اور آسمان اور اس میں مخفی تمام طاقتوں کو انسان کی نشوونما کے لئے مسخر کر دیا حتّٰی کہ کائنات کے کنارے پر واقع گیلیکسیز (Galaxies) بھی انسان میں مخفی طاقتوں پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور ڈال رہی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں میں سےایسے بھی ہیں جو کائنات کا کوئی علم نہیں رکھتے اور اپنی لا علمی کے باوجود بڑھ بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر باتیں ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی ہدایت ہے اور نہ کوئی روشن کتاب ہے جس میں شرک کی تعلیم دی گئی ہو۔

(قرآن کریم مترجم حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 710)

اللہ تعالیٰ کے شکر کی بجا آوری کے لئے الحمدللہ،سبحان اللہ،اللہ اکبر کے الفاظ یا دیگر تسبیحات استعمال ہوتے ہیں۔ جبکہ انسان کے انسان پر احسانات کے لئے مختلف زبانوں میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں thanks اور thank you اور اردو میں شکریہ، عربی میں جَزَاكَ اللّٰهُ یا شُکۡرًا جَزِیۡلًا کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ آنحضورﷺ نے فرمایا: مَنۡ لَمۡ یَشۡکُرُ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرُ اللّٰہَ (الترمذی) کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا ۔ اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

عربی چونکہ امّ الالسنۃ ہے اور ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان ہے اور اللہ کا کلام بھی اسی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے عربی میں جَزَاكَ اللّٰهُ کو رواج دینا چاہئے۔اگرہم اس حوالہ سے احادیث کے دریچہ میں جھانکیں تو سب سے بہتر دُعا جو

بدرگاہِ ربّ العرش العظیم

مشکل ہے پڑی ہم پر بن جا تو سہارا
ناچیز فقیروں نے ہے پھر تجھ کو پکارا
اک آہوں بھرے دل سے طالب ہوں رحم کا
دیکھوں تیری رحمت کا بھرپور نظارہ
تقدیر بدلنے پر اک تو ہی تو ہے قادر
ایک کُن سے بدل جائے گا تقدیر کا دھارا
دنیا کے بھروسے تو کسی کام نہیں ہیں
بس تیرے بھروسے پہ ہے اب اپنا گزارا
ہے سارے ہی عالم پر کرونا کی وبا پھیلی
ہر پیر و جواں اب تو اسی خوف کا مارا
کر دور وبا جلدی دے حفظ و اماں اپنی
طالب تیرے فضلوں کا عاجز ہے بیچارا

محمد اسحاق عاجز۔لندن

آنحضور ﷺ دیا کرتے تھے وہ جَزَاكَ اللّٰهُ خَیۡرًا کے الفاظ میں ہے جس کے معنی ہیں اللہ تم کو بہتر بدلا دے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنۡ صُنِعَ إِلَيۡهِ مَعۡرُوۡفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيۡرًا فَقَدۡ أَبۡلَغَ فِي الثَّنَاءِ(سنن الترمذی) کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اور اس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاكَ اللّٰهُ خَیۡرًا کہا تو اس نے اس کی تعریف کی انتہاء کردی۔

بعض لوگ جَزَاكَ اللّٰهُ کے ساتھ اَحۡسَنَ الۡجَزَاء ،اَطۡیَبُ الۡجَزَاء، اَجۡزَءَ الۡجَزَاء ،اَخۡیَرَ الۡجَزَاء کے الفاظ استعمال کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔ جیسے ایک دفعہ آنحضورﷺ صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت اسید بن حضیرؓ نے آپؐ کا شکریہ’’جَزَاكَ اللّٰهُ اَطۡیَبُ الۡجَزَاءِ‘‘ کے الفاظ میں ادا کیا جس پر آنحضورﷺ نے فرمایافَجَزَاکُمُ اللّٰهُ خَیۡرًا اَجۡزَءَ الۡجَزَاءِ و اَطۡیَبُ الۡجَزَاءِ (المستدرک)

اگر کسی عورت کی یہ دُعا دینی ہو تو اسے کا ف پر زیر کے ساتھ جزاکِ اللہ کہیں گے۔

اس مسنون طریق کو رواج دینا چاہئے۔ ہمارے یہاں لندن میں خلافت کی برکت سے ’’جَزَاكَ اللّٰهُ‘‘کہنے کابہت رواج ہے الحمد للہ علی ذالك، thank you یا شکریہ بہت کم کہا جاتا ہے۔ معمولی سے معمولی احسان پر چھوٹا بڑا جَزَاكَ اللّٰهُ یاجَزَاکُمُ اللّٰهُ کے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بہت خوش آئند بات ہے۔

ایشائی معاشرے میں ہمیں دوسروں کی نقل اُتارنے کا بہت شوق رہتا ہے۔ بالخصوص انگریزی کی نقل میں انگلش بولنے کا اور ہم thanks, thank you کے الفاظ استعمال کرتے ہیں بلکہ سوشل میڈیا میں تو مخفف کرکے Thx بھی لکھ دیا جاتا ہے۔اگر نقل کرنی ہے تو کیوں نہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کریں جو جَزَاكَ اللّٰهُ خَیۡرًاکے الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

یہ فقرہ ہمارے معاشرے میں اس حد تک مستعمل ہونا چاہئے کہ ایم ٹی اے پر حضور کا خطبہ سنیں، درس سنیں، تقریر سنیں تو ہمیں جَزَاكَ اللّٰهُ یا سیدی کہنا چاہئے۔ اپنی مساجد میں خطبہ سنیں درس سنیں کوئی نیکی کی بات سنیں تو سب کو بھی ان الفاظ میں دعا دینی چاہئے۔ ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ واٹس ایپ یا سوشل میڈیا پر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بار بار میسج کر کے لوگوں سے منگواتے ہیں مگر جب ان کووہ چیز یا لیٹر کسی طرف سے مل جاتا ہے تو چپ سادھ لیتے ہیں۔یا صرف jzkلکھ دیتے ہیں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک دعا ہے اور اس کا مخفف بنانا ٹھیک نہیں، اگر رومن انگریزی میں لکھنا ہو تو JazakAllah لکھنا چاہئے۔ اور A کیپیٹل ہی ہو کیونکہ یہ اللہ کا نام ہے اور اللہ کے سارے نام بڑے حروف میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ایک اور بات یاد رکھیں کہ اگر آپ کو کوئی جزاک اللہ کہے تو جواب میں آمین کہیں اگر لکھ کر جواب دینا ہو تو بھی یہی لکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی اصطلاحات کو اپنانے اور اپنے زیر استعمال رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

خطبہ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَبؓ بن عمیر کو جو حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تھے مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لیے بھجوایا۔ مُصْعَبؓ مکہ سے باہر پہلے اسلامی مبلغ تھے

غزوۂ بدر اور احد میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے پاس تھا۔غزوہ احد میں جھنڈے حفاظت کیلئے آپؓ کے دونوں بازو کٹ گئے لیکن علَم کو گرنے نہ دیا ،سینہ سے لگائے رکھا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے

کرونا سے بچاؤ کیلئے حکومتوں اور محکموں کی طرف سے حکومتوں کے اعلان ہو رہے ہیں۔ ان احتیاطی تدابیر پر ہمیں، سب کو عمل کرنا چاہیے۔
بعض ہومیو پیتھی دوائیاں بہت شروع میں مَیں نے ہومیوپیتھ سے مشورہ کر کے بتائی تھیں جو حفظِ ماتقدم کے طور پر بھی ہیں اور بعض علاج کے طور پر بھی۔ ان کو استعمال کرنا چاہیے۔

مجمعے سے بچیں۔ مسجد میں آنے والوں کو بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر ہلکا سا بھی بخار ہے، جسم ٹوٹ رہا ہے یا چھینکیں نزلہ وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

اگر پانچ وقت باقاعدہ وضو بھی کر رہے ہیں، اور صحیح طرح وضو کیا جا رہا ہے تو یہ صفائی کا ایک ایسا اعلیٰ معیار ہے جو سینیٹائزر کی کمی بھی پورا کر دیتا ہے۔ آج کل کہا جا رہا ہے مصافحوں سے پرہیز کرو۔ یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ کوئی پتا نہیں کس کے ہاتھ کس قسم کے ہیں۔ اس لحاظ سے گو مصافحوں سے تعلق بڑھتا ہے، محبت بڑھتی ہے لیکن آج کل اس بیماری کی وجہ سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس وبا نے اور کتنا پھیلنا ہے اور کس حد تک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ہے لیکن اگر یہ بیماری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد مختلف قسم کی وبائیں ،امراض ،زلزلے، طوفان بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

عزیز تنزیل احمد بٹ شہید(واقفِ نَو) ابن عقیل احمد بٹ آف لاہور، مکرم بریگیڈیئر بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی اور مکرم ڈاکٹر حمید الدین صاحب آف گوکھووال، فیصل آباد کا ذکرِ خیر فرمایا اور مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی

خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 6 مارچ 2020ء مسجد بیت الفتوح ،مورڈن، (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گزشتہ خطبے میں حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کا ذکر ہوا تھا جس کا کچھ حصہ رہ گیا تھا جو آج میں بیان کروں گا۔ حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ مدینے کے مبلغ کے طور پر ان کو بھیجا گیا تھا اور ان کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار خبر دی جا رہی تھی کہ تمہارے لیے ہجرت کا وقت آ رہا ہے اور آپؐ پر یہ بھی کھل چکا تھا کہ آپؐ کی ہجرت کا مقام ایک ایسا شہر ہے جس میں کنویں بھی ہیں اور کھجوروں کے باغ بھی پائے جاتے ہیں۔ پہلے آپؐ نے یمامہ کی نسبت خیال کیا کہ شاید وہ ہجرت کا مقام ہو گا مگر جلد ہی یہ خیال آپؐ کے دل سے نکال دیا گیا اور آپؐ اس انتظار میں لگ گئے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق جو شہر بھی مقدر ہے وہ اپنے آپ کو اسلام کا گہوارہ بنانے کے لیے پیش کرے گا۔ اسی دوران میں حج کا زمانہ آ گیا۔ عرب کے چاروں طرف سے لوگ مکہ میں حج کے لیے جمع ہونے شروع ہوئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت کے مطابق جہاں کچھ آدمیوں کو کھڑا دیکھتے تھے ان کے پاس جا کر انہیں توحید کا وعظ سنانے لگ جاتے تھے اور خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دیتے تھے اور ظلم اور بدکاری اور فساد اور شرارت سے بچنے کی نصیحت کرتے تھے۔ بعض لوگ آپ کی بات سنتے اور حیرت کا اظہار کر کے جدا ہو جاتے۔ بعض باتیں سن رہے ہوتے تو مکہ والے آ کر ان کو وہاں سے ہٹا دیتے تھے۔ بعض جو پہلے سے مکہ والوں کی باتیں سن چکے ہوتے وہ ہنسی اڑا کر آپ سے جدا ہو جاتے۔ اسی حالت میں آپ منیٰ کی وادی میں پھر رہے تھے کہ چھ سات آدمی جو مدینہ کے باشندے تھے آپؐ کی نظر پڑی۔ آپؐ نے ان سے کہا کہ آپ لوگ کس قبیلہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ خزرج قبیلہ کے ساتھ۔ آپؐ نے کہا کہ وہی قبیلہ جو یہودیوں کا حلیف ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کیا آپ لوگ تھوڑی دیر بیٹھ کر میری باتیں سنیں گے؟ ان لوگوں نے چونکہ آپؐ کا ذکر سنا ہوا تھا اور دل میں آپؐ کے دعویٰ سے کچھ دلچسپی تھی، انہوں نے آپؐ کی بات مان لی اور آپؐ کے پاس بیٹھ کر آپؐ کی باتیں سننے لگ گئے۔ آپؐ نے انہیں بتایا کہ خدا کی بادشاہت قریب آ رہی ہے۔ بت اب دنیا سے مٹا دیئے جائیں گے۔ توحید کو دنیا میں قائم کر دیا جائے گا۔ نیکی اور تقویٰ پھر ایک دفعہ دنیا میں قائم ہو جائیں گے۔ کیا مدینہ کے لوگ اس عظیم الشان نعمت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟‘‘ ان لوگوں نے کہا ’’انہوں نے آپؐ کی باتیں سنیں اور متاثر ہوئے اور کہا آپؐ کی تعلیم کو تو ہم قبول کرتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ مدینہ اسلام کو پناہ دینے کے لیے تیار ہے یا نہیں اس کے لیے ہم اپنے وطن جا کر اپنی قوم سے بات کریں گے پھر ہم دوسرے سال اپنی قوم کا فیصلہ آپؐ کو بتائیں گے۔ یہ لوگ واپس گئے اور انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں آپؐ کی تعلیم کا ذکر کرنا شروع کیا۔ اس وقت مدینہ میں دو عرب قبائل اَوس اور خزرج بستے تھے اور تین یہودی قبائل یعنی بنو قریظہ اور بنونضیر اور بنو قینقاع۔ اَوس اور خزرج کی آپس میں لڑائی تھی۔ بنو قریظہ اور بنونضیر اوس کے ساتھ اور بنو قینقاع خزرج کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ مدتوں کی لڑائی کے بعد ان میں یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ ہمیں آپس میں صلح کر لینی چاہیے۔ آخر باہمی مشورے سے یہ قرار پایا کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول جو خزرج کا سردار تھا اسے سارا مدینہ اپنا بادشاہ تسلیم کر لے۔ یہودیوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اوس اور خزرج بائبل کی پیشگوئیاں سنتے رہتے تھے۔ جب یہودی اپنی مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بیان کرتے تو اس کے آخر میں یہ بھی کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک نبی جو موسیٰ کا مثیل ہو گا ظاہر ہونے والا ہے۔ اس کا وقت قریب آ رہا ہے۔ جب وہ آئے گا ہم پھر ایک دفعہ دنیا پر غالب ہو جائیں گے۔ یہود کے دشمن تباہ کر دیئے جائیں گے۔ جب ان حاجیوں سے مدینہ والوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کو سنا آپؐ کی سچائی ان کے دلوں میں گھر کر گئی اور انہوں نے کہا یہ تو وہی نبی معلوم ہوتا ہے جس کی یہودی ہمیں خبر دیا کرتے تھے۔ پس بہت سے نوجوان‘‘ یہ سن کر ’’محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی سچائی سے متاثر ہوئے اور یہودیوں سے سنی ہوئی پیشگوئیاں ان کے ایمان لانے میں مؤید ہوئیں۔‘‘ مددگار ہو گئیں۔ ’’چنانچہ اگلے سال حج کے موقع پر پھر مدینہ کے لوگ آئے۔ بارہ آدمی اس دفعہ مدینہ سے یہ ارادہ کر کے چلے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ ان میں سے دس خزرج قبیلہ کے تھے اور دو اوس کے۔ منیٰ میں وہ آپ سے ملے اور انہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر اس بات کا اقرار کیا کہ وہ سوائے خدا کے اَور کسی کی پرستش نہیں کریں گے۔ وہ چوری نہیں کریں گے۔ وہ بدکاری نہیں کریں گے۔ وہ اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ ایک دوسرے پر جھوٹے الزام نہیں لگائیں گے۔ نہ وہ خدا کے نبی کی دوسری نیک تعلیمات میں نافرمانی کریں گے۔

یہ لوگ واپس گئے تو انہوں نے اپنی قوم میں اَور بھی زیادہ زور سے تبلیغ شروع کر دی۔ مدینہ کے گھروں میں سے بت نکال کر باہر پھینکے جانے لگے۔ بتوں کے آگے سر جھکانے والے لوگ اب گردنیں اٹھا کر چلنے لگے۔ خدا کے سوا اب لوگوں کے ماتھے کسی کے سامنے جھکنے کے لیے تیار نہ تھے۔ یہودی حیران تھے کہ صدیوں کی دوستی اور صدیوں کی تبلیغ سے جو تبدیلی وہ نہ پیدا کر سکے اسلام نے وہ تبدیلی چند دنوں میں پیدا کر دی۔ توحید کا وعظ مدینہ والوں کے دلوں میں گھر کرتا جاتا تھا۔ یکے بعد دیگرے لوگ آتے اور مسلمانوں سے کہتے ہمیں اپنا دین سکھاؤ لیکن مدینہ کے نَو مسلم نہ تو خود اسلام کی تعلیم سے پوری طرح واقف تھے اور نہ ان کی تعداد اتنی تھی کہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں

آدمیوں کو اسلام کے متعلق تفصیل سے بتاسکیں۔ اس لیے انہوں نے مکہ میں ایک آدمی بھجوایا اور مبلغ کی درخواست کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَبؓ نامی ایک صحابی کو جو حبشہ کی ہجرت سے واپس آئے تھے مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لیے بھجوایا۔ مُصْعَبؓ مکہ سے باہرپہلا اسلامی مبلغ تھا۔“
(دیباچہ تفسیر القرآن ، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 214 تا 216)

ایک اَور جگہ اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ ”جب مدینہ والوں کو اسلام کی خبر ہوئی اور ایک حج کے موقع پر کچھ اہل مدینہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تو انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم سے ذکر کیا کہ جس رسول کی آمد کا مدینہ میں رہنے والے یہودی ذکر کیا کرتے تھے وہ مکہ میں پیدا ہوگیا ہے اس پر ان کے دلوں میں رسول کریمؐ کی طرف رغبت پیدا ہو گئی اور انہوں نے دوسرے حج پر ایک وفد بنا کر آپؐ کی طرف بھجوایا اس وفد نے جب آپؐ سے تبادلہ خیالات کیا تو آپؐ پر ایمان لے آیا اور آپؐ کی بیعت کر لی۔ چونکہ اس وقت مکہ میں آپؐ کی شدید مخالفت تھی یہ ملاقات ایک وادی میں مکہ والوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوئی اور وہیں بیعت بھی ہوئی۔ اس لیے اسے بیعت عقبہ کہتے ہیں۔ ”عقبہ کا مطلب ہے کہ دشوار گزار گھاٹی یا پہاڑی، دشوار گزار پہاڑی راستہ۔“ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مدینہ کے مومنوں کی تنظیم کے لیے افسر مقرر کیا اور اسلام کی اشاعت کی تاکید کی اور ان کی امداد کے لیے ایک نوجوان صحابی مُصْعَب ابن عمیر کو بھجوایا تا کہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو دین سکھائیں ...... یہ لوگ جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعوت بھی دے گئے کہ اگر مکہ چھوڑنا پڑے تو آپؐ مدینہ تشریف لے چلیں۔ جب یہ لوگ واپس گئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں مدینے کے لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور صحابہ کو مدینہ بھجوا دیا جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے ... اس کے بعد ہجرت کا حکم ملنے پر آپؐ خود وہاں تشریف لے گئے اور آپؐ کے جاتے ہی بہت تھوڑے عرصہ میں وہ سب اہلِ مدینہ جو مشرک تھے مسلمان ہو گئے۔“
(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 171) (فرہنگ سیرت صفحہ 203 ”عقبہ“ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی 2003ء)

ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔
(الطبقات الکبریٰ الجزء الثالث صفحہ ۸۸ مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ غزوۂ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ غزوۂ بدر اور احد میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے پاس تھا۔ غزوہ بدر میں مہاجرین کا بڑا جھنڈا حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے پاس تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیا تھا۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۸۹ مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۰ء)

پھر دوسری روایت اس طرح ہے جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھی ہے کہ غزوۂ احد میں بھی مہاجرین کا جھنڈا حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ کے پاس تھا۔
” آپؐ نے لشکر اسلامی کی“ ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلامی کی صف بندی کی اورمختلف دستوں کے جداجدا امیر مقرر فرمائے۔ اس موقعہ پر آپؐ کو یہ اطلاع دی گئی کہ لشکرقریش کاجھنڈا طلحہ کے ہاتھ میں ہے۔ طلحہ اس خاندان سے تعلق رکھتا تھاجوقریش کے مورث اعلیٰ قُصَیّ بن کِلاب کے قائم کردہ انتظام کے ماتحت جنگوں میں قریش کی علمبرداری کا حق رکھتا تھا۔ یہ معلوم کرکے“ جب یہ پتا لگا تو ”آپؐ نے فرمایا۔ ہم قومی وفاداری دکھانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ سے مہاجرین کا جھنڈا لے کر مُصْعَب بن عمیرؓ کے سپرد فرما دیا جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے جس سے طلحہ تعلق رکھتاتھا۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 488)

حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ غزوۂ احد کے روز حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لڑ رہے تھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ آپؓ کو ابن قَمِیْئَہ نے شہید کیا۔
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ383، غزوۂ احد، مقتل مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

تاریخ میں آتا ہے کہ غزوۂ احد کے علمبردار حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ نے جھنڈے کی حفاظت کا حق خوب ادا کیا۔ غزوۂ احد کے روز حضرت مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے کہ ابن قَمِیْئَہ نے جو گھوڑے پر سوار تھا حملہ آور ہو کر حضرت مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں بازو پر جس سے آپؓ نے جھنڈا تھام رکھا تھا تلوار سے وار کیا اور اسے کاٹ دیا۔ اس پر حضرت مُصْعَبؓ یہ آیت تلاوت کرنے لگے کہ وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اور جھنڈا بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ ابن قَمِیْئَہ نے بائیں ہاتھ پر وار کر کے اسے بھی کاٹ ڈالا تو آپؓ نے دونوں بازوؤں سے اسلامی جھنڈے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد ابن قَمِیْئَہ نے تیسری مرتبہ نیزے سے حملہ کیا اور حضرت مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں گاڑ دیا۔ نیزہ ٹوٹ گیا۔ حضرت مُصْعَبؓ گر پڑے۔ اس پر بنو عبدالدار میں سے دو آدمی سُوَیبِط بن سعد بن حَرْمَلَہ اورابوروم بن عُمیر آگے بڑھے اور جھنڈے کو ابو رُوم بن عُمیر نے تھام لیا اور وہ انہی کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس ہوئے اور مدینہ میں داخل ہو گئے۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 89 مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

شہادت کے وقت حضرت مُصْعَبؓ کی عمر چالیس سال یا اس سے کچھ زائد تھی۔
(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ المجلد الخامس صفحہ ۱۶۲ مُصْعَب بن عُمیر دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت خاتم النبیینؐ میں اس طرح لکھا ہے کہ ”قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پے در پے حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قَمِیْئَہ نے مسلمانوں کے علمبردار مُصْعَب بن عمیرؓ پر حملہ کیا اور اپنی تلوار کے وار سے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ گرایا۔ مُصْعَبؓ نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قَمِیْئَہ کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار میں ان کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر مُصْعَبؓ نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسے چھاتی سے چمٹا لیا۔ جس پر ابن قَمِیْئَہ نے ان پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مُصْعَبؓ شہید ہو کر گر گئے۔ جھنڈا تو کسی دوسرے مسلمان نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مُصْعَبؓ کا ڈیل ڈول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا ابن قَمِیْئَہ نے سمجھا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار لیا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکا دہی کے خیال سے ہو۔ بہرحال اس نے مُصْعَبؓ کے شہید ہوکر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار لیا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ493)

جنگ احد میں مسلمانوں کا جو حوصلہ تھا اس کے پست ہونے کی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہوئی تھی لیکن بہرحال بعد میں اکٹھے بھی ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت مُصْعَبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو ان کی نعش چہرے کے بل پڑی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔
(الاحزاب:24) کہ مومنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہر گز اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْهَدُ اَنَّكُمُ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ کہ خدا کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں شہداء ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ان کی زیارت کر لو اور ان پر سلام بھیجو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روز قیامت تک جو بھی ان پر سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ حضرت مُصْعَبؓ کے بھائی حضرت ابوروم بن عُمیر حضرت سُوَیبِط بن سعد اور حضرت عامر بن ربیعہ نے حضرت مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں اتارا۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ89-90 مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت1990ء)

سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ
”احد کے شہداء میں ایک صاحب مُصْعَب بن عمیرؓ تھے۔ یہ وہ سب سے پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں اسلام کے مبلغ بن کر آئے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں مُصْعَبؓ مکہ کے نوجوانوں میں سب سے زیادہ خوش پوش اوربانکے سمجھے جاتے تھے اوربڑے نازونعمت میں رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کی حالت بالکل بدل گئی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے بدن پرایک کپڑا دیکھا۔ جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپؐ کو ان کا وہ پہلازمانہ یاد آگیا تو آپؐ چشم پرآب ہو گئے۔ احد میں جب مُصْعَبؓ شہید ہوئے تو ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہیں تھا کہ جس سے ان کے بدن کو چھپایا جا سکتا۔ پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر ننگا ہوجاتا تھا اور سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سر کو کپڑے سے ڈھانک کر پاؤں کو گھاس سے چھپا دیا گیا۔“
(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 501)

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے افطار کے وقت کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے۔ کہنے لگے کہ مُصْعَب بن عمیرؓ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ وہ ایک ہی چادر میں کفنائے گئے۔ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پاؤں کھل جاتے۔ اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو ان کا سر کھل جاتا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ حمزہ شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ان کے بعد وہ کہنے لگے ہمیں دنیا کی وہ کشائش ہوئی جو ہوئی یا یوں کہا کہ ہمیں دنیا سے وہ کچھ دیا گیا جو دیا گیا اور ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ جلدی ہی نہ مل گیا ہو۔ پھر وہ رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔
(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا لم یوجد الا ثوب واحد حدیث 1275)

اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت اور اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ کا سلوک ان کے سامنے آ گیا جس کی وجہ سے وہ جذباتی ہو گئے کہ ایسی کشائش ہمیں مل گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہیں بدلہ نہ دے دیا ہو یہ نہ ہو کہ وہاں جا کے ہمیں کچھ نہ ملے۔

حضرت خَبَّاب بن اَرَتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی رضامندی ہم چاہتے تھے اور ہمارابدلہ اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو مرگئے اور انہوں نے اپنے بدلے سے کچھ نہیں کھایا۔ انہی میں سے حضرت مُصْعَب بن عمیرؓ بھی ہیں اورہم میں ایسے بھی ہیں جن کا میوہ پک گیا اور وہ اس میوے کو چن رہے ہیں۔ حضرت

مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ احد کے دن شہید ہوئے اور ہمیں صرف ایک ہی چادر ملی جس سے ہم ان کو کفناتے۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر کھل جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا لم یجد کفنا الا ما یواری راسہ...... حدیث 1276)

ترمذی کی ایک روایت ہے حضرت علی بن ابوطالبؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے سات نجیب رفیق عنایت فرمائے ہیں یا فرمایا کہ نقباء عنایت فرمائے ہیں اور مجھے چودہ عطا کیے گئے ہیں تو ہم نے عرض کیا وہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے، جعفر اور حمزہ، ابوبکر، عمر، مُصْعَب بن عُمیر، بلال، سلمان، مقداد، ابوذر، عمّار اور عبداللہ بن مسعود۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب حدیث 3785)

حضرت عامر بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہا کرتے تھے کہ حضرت مُصْعَب بن عُمیرؓ جب ایمان لائے اس وقت سے غزوۂ احد میں شہید ہونے تک میرے دوست اور ساتھی رہے۔ وہ ہمارے ساتھ دونوں ہجرتوں میں حبشہ گئے۔ مہاجرین میں وہ میرے رفیق تھے۔ میں نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ خوش اخلاق ہو اور ان سے کم جس سے اختلاف ہو۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ۸۷ مُصْعَب بن عُمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ احد کے بعد مدینہ لوٹے تو آپؐ کو حضرت مُصْعَب بن عُمیرؓ کی بیوی حضرت حَمْنَہ بنت جَحْش ملیں۔ لوگوں نے انہیں ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر دی۔ اس پر انہوں نے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر دی۔ اس پر انہوں نے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ پھر لوگوں نے انہیں ان کے خاوند حضرت مُصْعَب بن عُمیرؓ کی شہادت کی اطلاع دی۔ اس پر وہ رونے لگیں اور بے چین ہو گئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لیے اس کے خاوند کا ایک خاص مقام و مرتبہ ہوتا ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 396، غزوہ احد مطبوعہ دار ابن حزم بیروت 2009ء)

ایک دوسری روایت میں حضرت حَمْنَہ بنت جحش کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ جب ان سے کہا گیا کہ تمہارا بھائی شہید کر دیا گیا ہے تو انہوں نے کہا اللہ اس پر رحم کرے اور کہا اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ لوگوں نے کہا تمہارے خاوند بھی شہید کر دیے گئے ہیں تو وہ کہنے لگیں ہائے افسوس! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو خاوند سے ایسا تعلق ہے جو کسی اَور سے نہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی البکاء علی المیت حدیث 1590)

یہ واقعہ ایک خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے انداز میں بھی بیان فرمایا ہے جس میں حضرت مُصْعَب بن عُمیرؓ کی شہادت کا واقعہ اور ان کی شہادت پر ان کی بیوی کے جو جذبات تھے ان کا ذکر فرمایاہے۔ اس طرح آپؒ فرماتے ہیں کہ وہ صحابہ یا صحابیات جن کے اقرباء کی تعداد ایک سے زیادہ ہوتی ان کو ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں خبر دیتے کہ صدمہ یکلخت دل کو مغلوب نہ کر لے۔ چنانچہ جس وقت حضور کی خدمت میں حضرت عبداللہ کی بہن حمنہ بنت جحش حاضر ہوئیں تو آپؐ نے فرمایا اے حمنہ! تو صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کس کے ثواب کی؟ آپؐ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہ کی۔ تب حضرت حمنہ نے کہا اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ غَفَرَ لَہٗ وَرَحِمَہٗ ھَنِیْئًالَہٗ الشَّھَادَۃَ۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ اے حمنہ! صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔ اس نے عرض کی کہ یہ کس کے ثواب کی۔ آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی عبداللہ کی۔ اس پر حمنہ نے پھر یہی کہا کہ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن غَفَرَ لَہٗ وَرَحِمَہٗ ھَنِیْئًالَہٗ الشَّھَادَۃَ۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے حمنہ! صبر کر اور خدا سے ثواب کی امید رکھ۔ انہوں نے عرض کیا حضور یہ کس کے لیے؟ فرمایا مُصْعَب بن عُمیرؓ کے لیے۔ اس پر حمنہ نے کہا ہائے افسوس! یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واقعی شوہر کا بیوی پر بڑا حق ہے کہ کسی اَور کا نہیں۔ اس سے پوچھا گر تو نے ایسا کلمہ کیوں کہا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے اس کے بچوں کی یتیمی یاد آ گئی تھی جس سے میں پریشان ہو گئی اور پریشانی کی حالت میں یہ کلمہ میرے منہ سے نکل گیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مُصْعَب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حق میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! ان کے سرپرست اور بزرگ ان پر شفقت اور مہربانی کریں اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آویں۔

(ماخوذ از خطابات طاہر قبل از خلافت صفحہ 363)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ یہ اچھا سلوک رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول ہوئی۔ یہاں حضرت مُصْعَبؓ کا ذکر ختم ہوا۔ ان شاء اللہ آئندہ اگلے صحابی کا ذکر ہو گا۔

آج کل جو کورونا وائرس کی وبا پھیلی ہوئی ہے اب میں چند باتیں اس کے بارے میں بھی کہہ کر احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جیسا کہ حکومتوں اور محکموں کی طرف سے حکومتوں کے اعلان ہو رہے ہیں۔ ان احتیاطی تدابیر پر ہمیں، سب کو عمل کرنا چاہیے۔ بعض ہومیو پیتھی دوائیاں بہت شروع میں مَیں نے ہومیوپیتھ سے مشورہ کر کے بتائی تھیں جو حفظِ ماتقدم کے طور پر بھی ہیں اور بعض علاج کے طور پر بھی۔ ان کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہ ایک ممکنہ علاج ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سو فیصد علاج ہے یا اس وائرس کا ہومیوپیتھک کو پتا ہے۔ یہ ایسی وائرس ہے جس کا کوئی علم نہیں لیکن اس کے قریب ترین اس قسم کی بیماری کا جو ممکنہ علاج ہو سکتا تھا اس کے مطابق یہ دوائیاں تجویز کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں شفا بھی رکھے۔ اس لیے استعمال کرنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ہی احتیاطی تدابیر بھی ضروری ہیں جیسا کہ اعلان ہو رہے ہیں۔

اس بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجمعے سے بچیں۔ مسجد میں آنے والوں کو بھی احتیاط کرنی چاہیے۔ اگر ہلکا سا بھی بخار ہے، جسم ٹوٹ رہا ہے یا چھینکیں نزلہ وغیرہ ہے تو پھر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔ مسجد کے بھی کچھ حقوق ہیں اور یہ مسجد کا حق ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص نہ آئے جس سے دوسرے متاثر ہو سکتے ہوں۔ کسی بھی لگنے والی بیماری کا مریض جو ہے اس کو مسجد میں آنے سے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ ویسے تو عمومی طور پر بھی اور آج کل خاص طور پر چھینک لیتے وقت بھی ہر ایک کو چاہیے کہ چھینک لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھے یا منہ پر رومال رکھنا چاہیے۔ بعض نمازی بھی یہ شکایت کرتے ہیں کہ بعض لوگ ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے چھینکتے ہیں اور منہ کے سامنے نہ ہاتھ رکھتے، نہ رومال رکھتے ہیں اور پھر اتنی زور سے چھینک ہوتی ہے کہ اس کے چھینٹے ہم پر بھی پڑ جاتے ہیں تو یہ جو ساتھ کے نمازی ہیں ان کا بھی حق ہے اس لیے ہر ایک کو، نمازیوں کواس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور آج کل جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر اس کی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آج کل جو ڈاکٹرز احتیاط بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہاتھ اور چہرہ صاف رکھیں۔ ہاتھ اگر گندے ہیں تو چہرے پر ہاتھ نہ لگائیں اور ہاتھوں پر سینیٹائزر(sanitizer) لگا کر رکھیں یا دھوتے رہیں لیکن مسلمانوں کے لیے، ہمارے لیے اگر کوئی پانچ وقت کا نمازی ہے اور پانچ وقت باقاعدہ وضو بھی کر رہے ہیں، ناک میں پانی بھی چڑھا رہے ہیں اور اس سے ناک صاف ہو رہا ہے اور صحیح طرح وضو کیا جا رہا ہے تو یہ صفائی کا ایک ایسا اعلیٰ معیار ہے جو سینیٹائزر کی کمی بھی پورا کر دیتا ہے۔ آج کل کیونکہ مارکیٹ سے سینیٹائزر بھی سنا ہے غائب ہو چکے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے پینک (panic) میں سب کچھ خرید لیا ہے، دکان کے شیلف خالی ہیں اور خاص طور پہ ایسی چیزیں جو اس کام کے لیے استعمال ہو سکتی ہیں۔ بہرحال جو وضو ہے اور اگر صحیح طرح وضو کیا جائے تو ظاہری صفائی بھی ہے اور انسان جب وضو کرے گا اور پھر نماز بھی پڑھے گا تو یہ ایک روحانی صفائی کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور پھر آج کل تو خاص طور پر دعاؤں کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے اس طرف ہمیں خاص توجہ دینی چاہیے۔ مسجدوں کے حق کے بارے میں میں نے ذکر کیا تو یہ بھی ذکر کر دوں کہ خاص طور پر سردیوں میں بھی اور عام بھی مسجد میں آنے والوں کو جو جرابیں پہن کے آتے ہیں جرابیں بھی روزانہ تبدیل کرنی چاہئیں اور دھونی چاہئیں۔ اگر جرابوں میں سے، پیروں میں سے بو آ رہی ہو تو ساتھ کھڑے نمازیوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے یا جو پیچھے نمازی ہے صف میں سجدہ کر رہا ہے اس کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اس بارے میں احتیاط کرنی چاہیے۔ حکم تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بو والی چیز مثلاً لہسن پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آؤ۔

(سنن ابو داؤد کتاب الاطعمة باب فی اکل الثوم حدیث 3823)

بعض دفعہ ڈکار وغیرہ بھی آتے ہیں یا ویسے منہ سے بو آتی ہے اس کی وجہ سے دوسرے جو نمازی ہیں ان کی طبیعت پہ یہ گراں گزرتا ہے اور نمازیوں کے لیے اور مسجد کے ماحول کے لیے بھی یہ تکلیف دہ صورت حال ہو جاتی ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ مسجد میں آؤ تو خوشبو لگا کر آیا کرو۔ (صحیح البخاری کتاب الجمعة باب الدھن للجمعة حدیث 883) بلکہ اتنی احتیاط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچا گوشت لے کر مسجد کے اندرسے بھی نہ گزرو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المساجد باب ما یکرہ فی المساجد حدیث 748) کجا یہ کہ انسان وہاں بیٹھا ہو۔ پس جسم کی صفائی اور فضا کی صفائی بھی ایک نمازی کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اس بہانے سے مسجد میں آنا چھوڑ دیں۔ اپنی ظاہری حالت کو دیکھ کر اپنے دل سے فتویٰ لینا چاہیے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال کو جانتا ہے اور اس لیے اگر کوئی بیماری ہے تو ڈاکٹر سے تسلی بھی کروا لیں کہ یہ کس قسم کی بیماری ہے لیکن ایک دو دن پرہیز کرنا بھی بہتر ہے۔

پھر یہ ہے کہ آج کل کہا جا رہا ہے مصافحوں سے پرہیز کرو۔ یہ بھی بڑا ضروری ہے۔ کوئی پتا نہیں کس کے ہاتھ کس قسم کے ہیں۔ اس لحاظ سے گو مصافحوں سے تعلق بڑھتا ہے، محبت بڑھتی ہے لیکن آج کل اس بیماری کی وجہ سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اب دنیادار جو ہیں جو پہلے شور مچایا کرتے تھے وہ بھی مصافحے نہیں کرتے۔ عورتوں سے مصافحے نہیں کرتے۔ مردوں سے مصافحے نہیں کرتے۔ ان کے بھی لطیفے بننے لگ گئے ہیں۔ اب جرمنی کی چانسلر جو ہے اس سے اس کے وزیر نے مصافحے سے انکار کر دیا اور اس پر ایک لطیفہ بنا ہوا ہے۔ یہاں بھی ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ ہم جو یہ مصافحے کر رہے ہیں کورونا وائرس کی وجہ سے ہم اس سے بچ رہے ہیں اور یہ بڑا اچھا ہے کیونکہ ہماری تو روایت ہی یہ نہیں کہ مصافحے کریں۔ ہماری تو روایت یہ ہے کہ سیلوٹ کیا کرتے تھے یا سر پہ سے ہیٹ اتار کے جھکا کرتے تھے۔ تو یہ رواج جو پڑ گیا ہے۔ پھر اس نے یہاں تک بھی یہ کہہ دیا کہ عورتوں کو ہم مصافحے کرتے ہیں بلکہ گلے مل کے kiss کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ بھی ہمیں پتا نہیں کہ عورت کو پسند بھی ہے کہ نہیں اور بلا وجہ ہم زبردستی یہ ساری حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بات تو ماننے کو تیار نہیں تھے لیکن اس بیماری نے، اس وبا نے ان کو کم از کم اس طرف توجہ دلا دی ہے۔ اللہ کرے خدا تعالیٰ کی طرف بھی ان کی توجہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ان کو اختلاف تھا جب ہم کہتے تھے اور بڑے پیار سے کہتے تھے کہ اس طرح عورت مرد کا سلام کرنا، مصافحہ کرنا ہمیں منع ہے تو اس پر ان کے بڑے بڑے شور تھے لیکن اب سنا ہے اکثر محکموں میں اور مختلف جگہوں پہ بھی یہ لوگ انکار کرتے ہیں اور بڑے rude طریقے سے کرتے

ہیں۔ ہم تو پھر پیار سے اور بڑی نرمی سے کہا کرتے تھے کہ یہ ہماری تعلیم ہے لیکن اب یہ کورونا وائرس کے ڈر سے اس حد تک محتاط ہو گئے ہیں کہ وہاں اخلاق کا بھی کوئی پاس نہیں ہے۔ بہرحال اس وبا نے اس لحاظ سے کچھ حد تک ان کی اصلاح کر دی ہے ۔ اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ کرے کہ یہ اصلاح اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس وبا نے اور کتنا پھیلنا ہے اور کس حد تک جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ہے لیکن اگر یہ بیماری خدا تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد مختلف قسم کی وبائیں ،امراض ،زلزلے، طوفان بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ہر احمدی کو ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اپنی روحانی حالت کو بھی بہتر کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور دنیاکے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ وہ بجائے دنیاداری میں زیادہ پڑنے کے اور خدا تعالیٰ کو بھولنے کے اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے بھی ہوں۔

اب اس کے بعد میں بعض جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ عزیزم تنزیل احمد بٹ کا ہے جو عقیل احمد بٹ صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ چھوٹا بچہ گیارہ سال کا تھا ۔ ستائیس فروری 2020ء کو اس کی وفات ہوئی۔ وفات کیا ہے میرے نزدیک تو یہ شہادت ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ تنزیل احمد بٹ شاہدرہ کالونی دہلی گیٹ لاہور کو اس کی ہمسائی خاتون نے 27فروری کو ظالمانہ طریقے سے قتل کر دیا تھا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مولویوں کے فتووں نے وہاں پاکستان میں احمدیوں کو کسی بھی بہانے سے قتل کرنا بڑا آسان بنا دیا ہے۔ یہ قتل بھی اس کا نتیجہ ہے اوراس لحاظ سے میں تو اس عزیز کو شہداء میں شامل کرتا ہوں۔ وجہ جو بھی ہوئی لیکن اس کے پیچھے احمدیت کا جو ایک بغض ہے وہ بہرحال ہے اور معصوم بچہ تھا ۔اب تک جو رپورٹیں ملی ہیں اس کے مطابق اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔

اس وقوعے کی تفصیلات کے مطابق عزیزم تنزیل احمد بٹ کی والدہ نے مؤرخہ 27فروری کو اسے ہمسایوں کے گھر سے اپنی چھوٹی بہن کی گڑیا لانے کے لیے بھجوایاجو وہ وہاں چھوڑ آئی تھی۔ حالانکہ اس گھر میں آنا جانا بھی تھا۔ کیا محرک ہوا اللہ بہتر جانتا ہے۔ ایک دن پہلے وہاں چھوڑ آئی تھی تواس کو بھجوایا کہ جا کے اس کی گڑیا لے آؤ۔ کافی انتظار کے بعد جب وہ بچہ واپس نہ آیا تو والدہ خود ہمسائے کے گھر گئیں۔ پہلے تو ہمسایوں نے دروازہ نہیں کھولا اور کافی دیر کے بعد دروازہ کھولا تو بچے کے بارے میں پوچھنے پر ہمسائی نے بتایا کہ وہ گڑیالے کر واپس چلا گیا ہے۔ اس پر عزیزم کی والدہ نے اپنے خاوند عقیل صاحب کو اطلاع دی۔ انہوں نے فوری طور پر جماعتی انتظامیہ کے ساتھ مل کر بچے کی تلاش شروع کی اور پولیس میں بھی رپورٹ درج کرا دی۔ پھر جب گلی کے سی سی ٹی وی کیمرے پر دیکھا گیا تو اس میں بچہ ہمسایوں کے گھر جاتا ہوا تو نظر آیا لیکن واپس نہیں نکلا۔ اس پر پولیس کی مدد سے گھر کی تلاشی لی گئی تو ایک ٹرنک میں سے بچےکی لاش برآمد ہوئی جس پر پولیس نے بتایا کہ ان کو قاتلہ عورت کے خاوند نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس کی بیوی نے بچے کو قتل کر کے لاش ٹرنک میں چھپا دی ہے۔ اس خاتون نے مالک مکان کے لڑکے کے ساتھ مل کر اس بچے کو قتل کیا تھا جس کا اب اس نے اعتراف بھی کر لیا ہے۔

عزیزم تنزیل احمد بٹ 20نومبر 2009ء کو لاہور میں پیدا ہوا۔ وقفِ نو کی تحریک میں شامل تھا۔ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کا فعال رکن تھا۔ جماعتی پروگرام میں باقاعدگی سے شامل ہوتا تھا۔ اپنی کلاس کے ذہین طلباء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ چوتھی کلاس کا، چہارم کا طالب علم تھا۔ اور وفات کے بعد جب اس کا رزلٹ آیا تو 750 میں سے 729 نمبر لے کرکلاس میں یہ بچہ فرسٹ آیا تھا ۔عزیزم کی والدہ نے بتایا کہ تنزیل میرے بچوں میں سے سب سے زیادہ فرمانبردار تھا اور کوئی بھی کام کرنا ہو تو ہمیشہ پہلے مجھ سے اجازت لے کر کیا کرتا تھا۔ اگر کوئی ہمسایہ اور عہدیدار بھی اسے کوئی کام کہتا تو فوراً کام کرتا۔ کبھی انکار نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ قتل کرنے والی ہمسائی بھی اس سے بعض اوقات کام لیتی تھی اور یہ اس کی ہمیشہ فرمانبرداری کرتا تھا اور اس کے کام کرتا تھا۔ سکول کے اساتذہ اور جماعتی عہدیداران بچے سے بہت خوش تھے۔ ہمیشہ اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام باقاعدہ دیکھنے والا تھا خاص طور پر بچوں کے پروگرام اور خطبات سننے والا تھا۔ نماز کی ادائیگی کے لیے بڑی باقاعدگی سے مسجد جاتا تھا۔ اگر کبھی اس کے والد فیکٹری سے تھکے ہوئے واپس آتے اور مسجد جانے کے لیے ذرا سستی دکھاتے تو عزیزم ان کو زبردستی اصرار کر کے مسجد لے کے جایا کرتا تھا۔ عزیزم مرحوم نے پسماندگان میں اپنے والد عقیل احمد بٹ، والدہ نائلہ عقیل اور چار بہن بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ دو بھائی ہیں اور دو بہنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیار کی آغوش میں جگہ دے اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ماں باپ کو بھی صبر اور سکون عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ بریگیڈیئر بشیر احمد صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی کا ہے جو ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کے بیٹے تھے۔ یہ 16فروری کو راولپنڈی میں 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

بریگیڈیئر بشیر احمد صاحب 1931ء میں ضلع گجرات کے ایک انتہائی مخلص خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے خود بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے قادیان سے حاصل کی۔ بریگیڈیئر صاحب نے 1947ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1952ء میں پاکستان کی ملٹری اکیڈمی کے sixth long course میں پاک فوج میں کمیشن لیا۔ 1982ء میں فوج سے بحیثیت بریگیڈیئر ریٹائر ہوئے۔ پھر ایک لمبا عرصہ تک اسلام آباد کے پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ کے طور پر ملک کی خدمت کی توفیق پائی۔ اس طرح آپ کو چھیاسٹھ سال تک ملک کی خدمت کی توفیق ملی۔

جماعتی خدمات بریگیڈیئر صاحب کی یہ ہیں کہ 2012ء میں ان کو میں نے جماعت راولپنڈی کا امیر مقرر کیا تھا اور 9فروری 2020ء تک ان کو بطور امیر راولپنڈی شہر اور ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ 1979ء میں آپ کا تبادلہ راولپنڈی میں ہوا۔ سولہ سال تک نائب امیر اور سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ راولپنڈی شہر اور ضلع کی خدمات کی توفیق ملی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر اور مجلس شوریٰ کی متعدد کمیٹیوں کے ممبر رہے۔ بریگیڈیئر صاحب مرحوم بہت مخلص تھے۔ اخلاص کے ساتھ خدمت دین بجا لاتے تھے۔ ملنسار، شفیق، خدمت خلق کرنے والے اور ضرورت مند کے کام دل جمعی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ خدمت دین کے معاملات میں بڑے بااصول اور وقت کے پابند تھے۔ خود بھی سرعت سے خدمات کرتے تھے اور اپنے رفقائے کار کو بھی اس کی تلقین کرتے اور دین کے کاموں میں بلکہ کسی کام میں بھی سستی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اپنی عاملہ کے ممبران کو جو کام تفویض کرتے، وقت آنے پر ان کا فالو اَپ (follow up) ضرور کرتے۔ بہت دعا گو، عبادت گزار اور خلافت سے محبت کرنے والے مخلص وجود تھے۔ آخر عمر تک آپ کی یادداشت بھی بڑی اچھی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عاشق تھے اور اپنے احمدی ہونے پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم اورحدیث نبویؐ اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ آپ کے سرھانے موجود رہا کرتی تھیں۔ ان کا مطالعہ بڑا وسیع تھا ۔غرباء اور ضرورت مندوں کی فراخ دلی اور خاموشی سے مالی اعانت کیا کرتے تھے۔خصوصاً بیواؤں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بہت زیادہ فکر مند ہوتے تھے اور ہر وقت مدد کے لیے تیار رہتے تھے۔ اور اعانت بھی اتنی کرتے تھے کہ کئی افراد اور خاندان آپ کی مستقل مالی اعانت سے مستفیض ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے یہ بھی لکھا کہ اس کی دکان جل گئی نقصان ہوا تو خاموشی سے ایک رقم مجھے دی اور کہا کہ کبھی بعد میں اس کا ذکرنہ کرنا ۔ پھر گھر جا کے اس نے کھولا تو وہ رقم دو لاکھ روپیہ تھی اور جب کاروبار ٹھیک ہو گیا اور اس نے واپس کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا میں نے اس لیے دیا ہی نہیں تھا۔

طاہر محمود صاحب جو مربی سلسلہ ضلع راولپنڈی ہیں لکھتے ہیں کہ امیر صاحب انتہائی دھیمے مزاج کے مالک تھے۔ رحم دل ، کم گو اور انتہائی دعا گو تھے۔ جمعے کے دن جمعے سے کافی پہلے ایوانِ توحید میں تشریف لے آتے اور انتہائی تضرّع اور ابتہال سے نوافل ادا کرتے۔ جلدی جلدی نماز ادا کرنے والوں کو قادیان کے صحابہ اور بزرگوں کے واقعات سناتے جہاں انہوں نے تربیت حاصل کی۔ ٹھہرٹھہر کر نماز پڑھنے والوں پر خوشنودی کا اظہار کرتے۔ مسنون دعاؤں اور تسبیحات کی طرف توجہ دلاتے۔ خود بھی دعا کرنے والے اور لمبی نمازپڑھنے والے تھے اور لوگوں کو نماز کی طرف خاص توجہ دلانے والے تھے۔ ضرورت مندوں، دوستوں کی مدد کرنے والے تو ہر ایک نے لکھا ہے۔ اگر کوئی شکریہ بھی ادا کرتا تواس سے بھی منع کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے تو عشق تھا اور ان کتب کے معارف کا میٹنگ میں ذکر کیا کرتے تھے۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔

ناصر شمس صاحب جو وہاں فضل عمر فاؤنڈیشن کے سیکرٹری ہیں وہ لکھتے ہیں کہ 2011ء کے اوائل سے 2019ء کے آخرتک فضل عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر رہے۔ بورڈآف ڈائریکٹرزکے تمام اجلاسات میں باوجود پیرانہ سالی اور کمزوریٔ صحت کے بڑی باقاعدگی سے شامل ہوتے۔ آپ کی دعا اورصائب مشوروں سے بھرپور رہ نمائی ایک دہائی تک ہمیں میسر رہی۔ مرحوم بے حد مخلص، تقویٰ شعار اور خلافت کے ساتھ سچے وفادار خادم سلسلہ تھے۔ ایک خاص خوبی جس کا کہتے ہیں میں نے خود مشاہدہ کیا وہ تعلق باللہ اور بہت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ ڈاکٹر حمید الدین صاحب ابن محمد دین صاحب کا ہے جو 121 ج ب گوکھووال، فیصل آباد کے رہنے والے تھے۔ 29فروری 2020ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد محترم محمد الدین صاحب اور دادا محترم فتح الدین صاحب آف ہرسیاں ضلع گورداسپور کے اکٹھے بیعت کرنے سے آئی تھی جنھوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بیعت کی تھی۔ مرحوم کی پیدائش قادیان میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کے حقیقی چچا حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔عیسائیت کے وہ مشہور عالم تھے اور لمبا عرصہ تک مدرسہ احمدیہ قادیان کے استاد بھی رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مرحوم کا خاندان فیصل آباد آ کے آباد ہو گیا۔ پیشے کے لحاظ سے ڈسپنسر تھے اور اس حوالے سے ان کو پورے علاقے میں انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ ضرورت مندوں کا مفت علاج کیا کرتے تھے۔ بڑے سادہ مزاج، متقی، بچپن سے نماز روزوں کے پابند تھے۔ شعائراللہ کا احترام کرنے والے تھے۔ خلافت سے محبت کرنے والے نہایت شفیق، متوکل علی اللہ، ایک ایمان داراور دیانت دار انسان تھے اور کبھی کسی کوکسی بات کا انکار نہیں کرتے تھے ۔ ایک خیر خواہ اور سب کی مدد کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جماعت کے مختلف عہدوں پرانہوں نے خدمت کی بھی توفیق پائی ۔ ان کے ایک بیٹے کریم الدین شمس صاحب مربی سلسلہ آج کل تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جو کہ میدان عمل میں مصروف ہونے کی وجہ سے آپ کے جنازے میں بھی شامل نہیں ہو سکے۔ آپ کے داماد مربی سلسلہ اور ایک داماد معلم سلسلہ ہیں۔ ایک نواسہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ شاہد کا طالب علم ہے۔ اسی طرح کئی پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں وقف نَو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی نسلوں میں بھی ان کو وفا کے ساتھ اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

جیسا کہ میں نے کہا نمازوں کے بعد جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 17مارچ 2020ء)

بقیہ از صفحہ 1۔ خصوصی پیغام حضور انور

سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدہ کا موجب ہو جائے گا علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا بلکہ الحکم نے آجکل جو لوگوں کی رائے کا سلسلہ شروع کیا ہے کہ ہم اس پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھ کر کس طرح وقت گزارتے ہیں اس میں اکثر لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ جماعتی قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھ کر ہم اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں اور بہت سے تبصرے تو آج کل مختلف دنیاوی سائٹس پر دنیادار بھی کر رہے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ہماری گھریلو زندگی واپس آ گئی ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں اور اس کے علاوہ حکومت نے عوام کی بہتری کے لئے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لئے جو ہدایات دی ہیں جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبات میں کہا تھا کہ دُعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں ا ور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے اور ایسے حالات میں بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا کا ایک بہت بڑا ہتھیار ہمیں دیا ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جہاں تک جمعہ نہ پڑھنے کا سوال ہے بعض حالات میں باجماعت نماز اور جمعہ کی بعض حدیثوں سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ چھوڑے جا سکتے ہیں مثلاً بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ پس گویا لوگوں کو یہ بات نئی لگی اور انہوں نے اس پر تعجب کیا اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی فعل انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ناپسند کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس تکلیف میں ڈالوں کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔ یہ مسلم میں بھی یہ روایت بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح آئی ہے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کہو تو اس کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کی یہ بات نئی لگی تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔ یہ کام انہوں نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں اسے پسند کرتا ہوں کہ تمہیں اس حال میں باہر نکالوں کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

علامہ امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اور اس حدیث میں بارش وغیرہ کی مجبوری کی بناء پر جمعہ کو ساکت کرنے کی دلیل موجود ہے اور یہی مسلک ہمارا ہے لکھتے ہیں وہ کہ یہی مسلک ہمارا ہے اور دوسرے فقہاء کا ہے جبکہ امام مالک کا مؤقف اس کے خلاف ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

اسی طرح فقہاء نے جمعہ اور باجماعت کوترک کرنے کے عذروں میں ایسی بیماری جس کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا مشکل ہو اس کو شامل کیا ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین میں کسی قسم کی تنگی روا نہیں رکھی۔ اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ مسجد جانے سے رُک گئے اور فرمایا کہ ابوبکر سے کہا کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے۔ یہ صحیح بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی ہے یہ حدیث۔ اسی طرح کسی بیماری کے پیدا ہونے سے خوفزدہ شخص بھی معذور قرار دیا ہے اور اس کی دلیل حضرت ابن عباس کی وہ روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی تفسیر خوف اور بیماری سے فرمایا یہ سنن ابی داؤد کی درج ہے۔

بہرحال یہ بیماری جس میں بیماری پھیلنے کا بھی خطرہ ہے اور جس کے لئے حکومت نے بھی بعض قواعد اور قانون بنائے ہیں اور ملکی قوانین کے تحت ان پر چلنا بھی ضروری ہے ان صورتوں میں جمع ہونا ایک جگہ جمع ہونا اور نماز باجماعت ادا کرنا یا جمعہ پڑھنا مشکل ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اپنے گھروں میں نماز باجماعت کی عادت ڈالیں جہاں بچوں کو یہ علم ہو گا کہ نمازیں پڑھنا ضروری ہیں اور باجماعت پڑھنا ضروری ہے اور آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم مسجد نہیں جا سکتے لیکن اس فرض کو اپنے گھروں میں نبھانا ضروری ہے اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس پر خاص طور پر توجہ دیں۔ بعض دفعہ سفروں میں ایسے حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی آئے تھے جب آپ نے جمعہ ادا نہیں کیا تو بہرحال بہت ساری روایات ہیں ایسی جس سے اس بارے میں بھی وضاحت ہوتی ہے کہ متعدی بیماریوں میں جمع ہونا یا بیماریوں میں ایک دوسرے سے ملنا ٹھیک نہیں ہے اس کے لئے علیحدہ رہنا چاہئے اور علیحدہ رکھو۔ بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہم مستقل تو یہ نہیں چھوڑ رہے ہے اور اس کے لئے متبادل انتظام بھی کر رہے ہیں کہ گھروں میں جمعہ ادا کریں میں بھی کوئی انتظام کرنے کی کوشش کروں گا۔

اب یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس وباء سے دُنیا کو جلد پاک کرے اور سب دُنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں سب۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سعید الدین احمد۔ لندن

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مورخہ 21تا 27 مارچ2020 ء

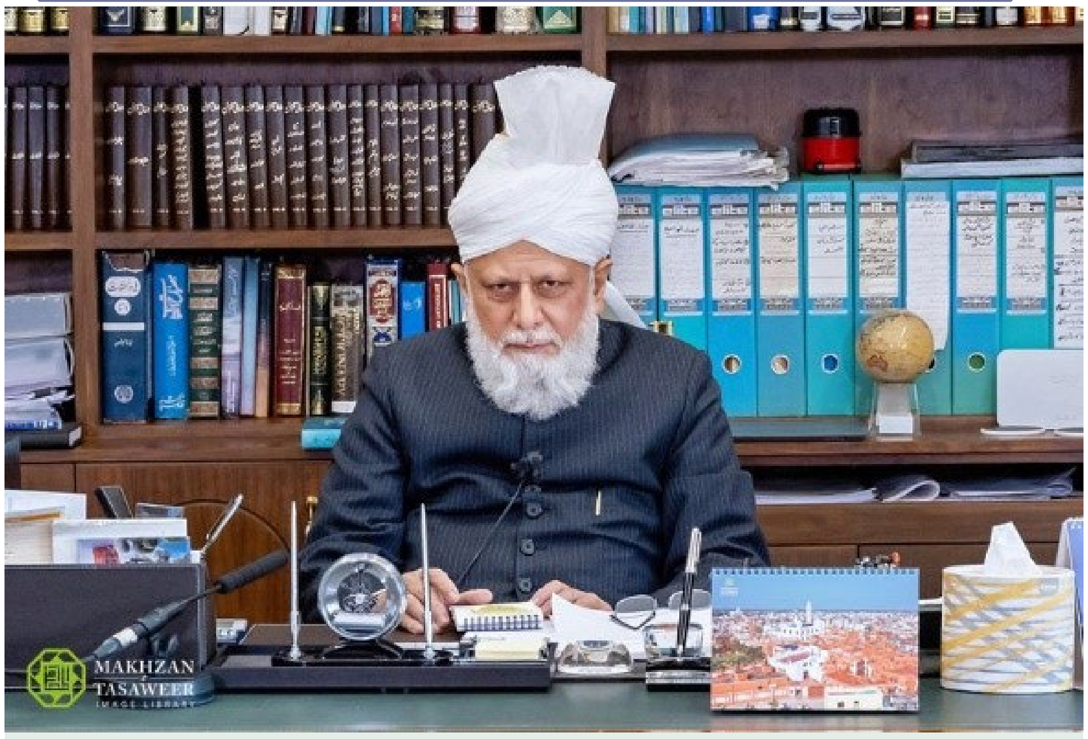

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 14 تھی ۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران صیغہ، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات وصول کیں۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے جمعۃ المبارک والے دن اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے GMT کے مطابق دوپہر ایک بجے خطبہ جمعہ کی بجائے خصوصی پیغام ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔

حضور انور نے اس پیغام میں فرمایا: ان حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جا سکتا ۔ اس لئے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبہ کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کر لوں اور مخاطب ہو جاؤں۔

ابھی بھی وقت ہے مانگ لو اُسے اُس سے

جدھر بھی دیکھو اس کا پرتَو نظر آتا ہے
اک ذرا سوچ تیرا گیان کدھر جاتا ہے
تیرے تغافل نے تجھے مار دیا اے شخص
ورنہ اس کے جلوے پر وقت ٹھہر جاتا ہے
تجھے فتور کہ تیرا علم سب سے بالا ہے
وہاں یہ عالم ہے کہ عالم بھی ڈر جاتا ہے
تجھے یہ ناز کہ تیرا علم ہی سمندر ہے
وہاں ایک قطرے میں سمندر سکڑ جاتا ہے
کبھی تو سوچ کہ تو اتنا بے بس کیوں ہے
تو کیوں ظلمت و آفات میں گھر جاتا ہے
تیری یہ بے حسی اور تکبر تجھے لے ڈوبا
ورنہ فریاد پر شیر مادر بھی اتر آتا ہے
اب جو روتے ہو کہ ہر کام بگڑ جاتا ہے
کرو اگر حمد تو ہر کام سنور جاتا ہے
روئے پہلے جو وہ قہر سے بچ جاتا ہے
نہ روئے پہلے جو وہ قہر سے مر جاتا ہے
ابھی بھی وقت ہے مانگ لو اُسے اُس سے
محض ہو فضل تو وہ دل میں اتر آتا ہے

کاشف ریحان خالد ۔ بیلجیئم

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

چوہدری نعیم احمد باجوہ

دعاؤں سے ہم اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

کس نے سوچا تھا کہ زندگی ایسی بھی بے کیف ہو جائے گی کہ بشیر بدر کی کی ہوئی خواہش صرف ان کی خواہش ہی نہیں رہے گی بلکہ 8 ارب انسانوں کے لئے ایک حقیقت بن جائے گی۔ آج جو جہاں ہے جیسے ہے وہاں رک گیا ہے یا روک دیا گیا ہے ۔ کہیں کوئی گنجائش ہے بھی تو وبا کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ انسان محصور و مجبور ہوتا جا رہا ہے۔ یہی کیفیت کچھ عرصہ مزید رہی تو پھر کس کی شام کس گلی میں ہوئی اور کس کا سورج کہاں اور کیسے ڈوبا کوئی غزال آنکھیں دیکھنے والی ہوں گی نہ سہارا دینے والی۔ حال تو اب بھی یہ ہے کہ میل ملاقات جو انسانیت کا بنیادی خُلق ہے بندگان خدا اسی سے کنارہ کش ہوئے بیٹھے ہیں ۔ ایک ادنی سے کیڑے کرونا وائرس نے انسان پر ایسا حملہ کردیا ہے کہ بنیادی خلق اور اقدار داؤ پرلگ چکے ہیں ۔ گلے ملنا تو دور کی بات ہاتھ ملانے سے بھی گئے۔ بس دید کے نظارے اور وہ بھی اب محدود سے محدود تر ہوتے ہوئے۔

بشیر بدر تو شاید کسی ایسی ہی آفت کی پیش خبری میں جانے اَن جانے میں چپکے سے یہ بھی کہہ گئے ہیں ۔

یونہی بے سبب نہ پھرا کرو کوئی شام گھر بھی رہا کرو
وہ غزل کی سچی کتاب ہے اسے چپکے چپکے پڑھا کرو
کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا جو گلے ملو گے تپاک سے
یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو

میں ضروری کام سے باہر گیا شہر کا چکر لگایا۔ ہر طرف ایک عجیب ما حول ہو گیا ہے ۔ جیسے سارے شہر کو سانپ سونگھ گیاہو۔ شہر نیم مردہ میں رونق باقی نہ شوخ رنگ جمگھٹے۔جہاں دو چار لوگ کھڑے بھی ہیں وہ بھی ایک دوسرے سے فاصلے پر ۔ اپنے اپنے منہ کو چھپائے اور ماسک چڑھائے ۔ کل تک ہنسنے کھیلنے والے گھنٹوں باہم خوش گپیاں کرنے والے آج ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑے ہیں ۔ ہر ایک شاکی ہے ہرایک مشکوک ہے ۔ بات کرتے ہو تو ذرا فاصلے سے یہی پیغام اب ہر ایک کی آنکھ میں دوسرے کے لئے ہے۔ آگے پیچھے دھیان رہتا ہے کہ کوئی چھینک نہ دے کوئی کھانسی نہ کرے۔ سپر مارکیٹ میں گھسیں تو دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ وجہ وہ خوف ہے جو طاری ہوچکا ہے۔ اتنا تو شاید لوگ خود کش حملہ آوروں سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوئے جتنا اب ہو چکے۔

اب یہ قصہ کسی ایک شہر کا رہا نہیں پوری دنیا نئے اور عجیب مزاج کی ہو گئی ہے ۔ فاصلے سے ملنا ضروری ٹھہرا۔ ہاتھ ملانا نہیں بس ہلانا ہے کہ وقت کا تقاضا یہی ہے ۔ بعض کے لئے واقعی یہ تعزیر سے کم نہیں کہ انہیں اکیلے رہنے اور باہر نہ نکلنے کا کہا جائے۔ جو بھی ہو فی الوقت تو اسی حال میں گزارا کرنا سب کے بھلے میں ہے۔ چلیں مجبوراً ہی سہی جب تنہائی میسرآ ہی گئی ہے تو پھر ایک درویش مظفر عارفی کا مشورہ بڑے کام کا ہے ۔

تم اپنے آپ سے ملتے اگر اکیلے تھے
کڑا تھا وقت تو ہنس کر گزار دینا تھا

27مارچ کے خصوصی پیغام میں حضور انور نے جو ہدایات عطا فرمائی ہیں اور احتیاطیں کرنے کے بارے میں رہنمائی فرمائی ہے وہ بہت قیمتی اثاثہ ہیں۔دعا کرنے اور اللہ کے قریب ہونے کی جو نصائح ہیں وہ بھی سننے سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: دُعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام آفات سے بچائے اور خلیفہ وقت کے جملہ احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ایم اے سلمان

پانچ بابرکت کام

آجکل تمام دنیا میں کرونا وائرس کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں میں سمٹ گئے ہیں دفتر، کاروبار، سکول سب بند ہو چکے ہیں سارا وقت گھروں میں گزارنے کی حکومتیں بھی تلقین کر رہی ہیں ۔ اگرچہ یہ سخت ابتلا ء کے دن ہیں ۔ لیکن ایک مومن آسائش ہو یا ابتلا ءوہ ہمیشہ خیر کی حالت میں ہی رہتا ہے ۔یہی بشارت نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کیونکہ وہ ہر حال میں خیر میں ہوتا ہے ۔اور یہ بات سوائے مومن کے کسی اور کے لئے نہیں ۔اگر اسے خیر پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے تویہ اسکے لئے خیر کا موجب بن جاتاہے اور اگر اسے شر پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اسکے لئے خیر بن جاتا ہے۔

(المعجم الاوسط باب العین مَنِ اسْمُہٗ عَلِیٌّ)

پس ان حالات میں جہاں ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے وہاں گھر میں فرصت کے ان لمحات کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے خاص طور پر پانچ باتوں کا کرنا بہت بابرکت اور خیر کثیر کا موجب ہو گا۔

- **نماز باجماعت** :۔جہاں جہاں مساجد میں جانا منع یا محال ہے وہاں گھروں میں باقاعدگی سے باجماعت نماز کا اہتمام کرنا اور خاص طور پر نماز تہجد کا بھی التزام کرنا باعث برکت اور رحمت ہو گا ۔
- **تلاوت قرآن کریم** :۔ گھر کا ہر فرد روزانہ فجر کے بعد تلاوت قرآن کریم کرے اور ساتھ ترجمہ بھی پڑھے ۔ خدام ،انصار اور لجنات اگر تفسیر کا کچھ حصہ بھی پڑھ لیں تو بہت مفید ہو گا۔
- **کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام** :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایک بیش بہا علمی اور روحانی خزانہ ہے خود آپؑ اور تمام خلفاء نے بار بار تلقین کی ہے کہ روزانہ آپ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے ۔ آجکل بہت ساوقت گھر میں مل رہا ہے خاص طور پر طلباء کے لئے ضرور ی ہے کہ وہ ضرور ان کتب کا بھی مطالعہ کریں، اس سے ان کی ذہنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہو گا یاد رکھیں یہ قرآن و حدیث کی بہترین تفسیر ہیں ۔
- **ایم ٹی اے** :۔ اس سائنسی دور کی ایک نعمت عظمیٰ ایم ٹی اے ہے۔ ٹھیک ہے دوسرے چینلز پر خبریں وغیرہ بھی دیکھی جارہی ہیں لیکن کچھ وقت ضرور ہر گھر ایم ٹی اے کو بھی دے ۔
- **روزنامہ الفضل آن لائن** :۔ روزنامہ الفضل کو اب 106سال کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ حضرت مصلح موعودؓ کا لگایا ہوا یہ پودا ہمیشہ سے ہی خلافت کی آواز رہا ہے اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور ان کی علمی پیاس بجھانے کا عظیم کام کرتا چلا آیا ہے۔ اب یہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور خواہش کے مطابق لندن سے آن لائن جاری ہوتا ہے۔ اس میں آیت، حدیث، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلیفہ وقت اور خلفاء سلسلہ کے قیمتی ارشادات ، علمی اور تربیتی مضامین نیز ربیرونی ممالک کی جماعتوں کی رپورٹس اور معلوماتی مضامین کا خزانہ شامل ہوتا ہے۔ اپنے ان فارغ اوقات میں اور انٹرنیٹ کا مثبت استعمال کرتے ہوئے اس کو ضرور روزانہ خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی سنائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حالیہ پیغام میں اس کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

یقیناًیہ پانچوں کام ایسے بابرکت اور عظیم نفع رساں ہیں جن کی برکات اور فوائد کا کوئی شمار نہیں۔ یقیناً ان سے استفادہ کرنے پر رحمت اور برکت کے فرشتے گھروں پر نازل ہو ں گے موجودہ وبائی حالات میں تو پہلے سے زیادہ انکی اہمیت بڑھ گئی ہے ۔ پس ہم سب کو اس شر والے دور سے خیر کو سمیٹتے ہوئے باہر نکلنا چاہیے ۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو ۔ آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ ناصرہ ایوب جرمنی سے لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا 23 مارچ 2020ء کا مسیح موعود نمبر موصول ہوا الحمد للہ۔ بہت خوب اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بے انتہاء جزاء دے۔ سارا الفضل جب تک نہیں پڑھا چین نہیں آیا۔ ارشاد باری تعالی ۔حدیث مبارکہ ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سلطان القلم کے رشحاتِ قلم، فرمان خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز کے بعد خوبصورت اداریہ جس میں مکرم بشیر احمد رفیق (سابق امام مسجد لندن)کے دو واقعات اَمَّابِنِعۡمَتِرَبِّکَفَحَدِّثۡ میں تحریر پڑھنے کے لائق۔ پھر بیعت اولی اور جماعت احمدیہ کا قیام 23 مارچ کے حوالہ سے مکرم باسل احمد بشارت کا تحریر کردہ سیر حاصل مضمون پڑھنے کو ملا بہت ساری باتیں جو نہیں سنی تھیں یا یاد نہیں تھیں اس میں ملیں۔ پیارے امام آخرالزماں علیہ السلام اور حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ کی تصاویر مبارکہ۔ پھر حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کاایک خطبہ پڑھنے کو ملا جس میں آپ نے اپنے رب کو راضی کرنے کا گر سکھایا اور صحبت امام سے بہت سا حصہ پایا اور اپنی روح کو صاف کیا اور سینہ دھویا ۔ پھر حضرت سید ولی اللہ شاہ رضی اللہ کا ایک خوبصورت واقعہ جس میں آپ نے براہین احمدیہ کتاب پڑھنے کا دل پر کیسا اثر ہوا ،تحریر پڑھنے کو ملی جو میرے لئے بالکل ایک نیا واقعہ تھا۔مکرم مبارک صدیقی کی نظمیں تو کس کو پسند نہیں ۔ پھر ایک لمبا مگر جامع مضمون جو 1960ء کے جلسہ سالانہ (جس میں حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے عشق میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بارے میں) پڑھاگیا تھا دل کو موہ لینے والا اور حرف بحرف حوالوں سے مزین عربی، اردو فارسی میں منظوم کلام پڑھنے سے روح تک سرور آیااور دل سے دعا نکلی۔ پھر مکرم عبدالقدیر قمر نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت قرآن و حدیث سے واضح کرکے پیش کیا ۔اور پیارے آقانے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ خطبات محمود میں سے خوبصورت واقعات پیش فرمائے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برصغیر میں طب کی خدمات کا ایک بہت لمبا مضمون جس پہ بہت محنت نظر آرہی ہے یقیناً پڑھنے کا موقع ملا اللہ ہمیں ان نسخہ جات سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے پھر منظوم کلام میں سے منتخب اشعار یہ سب پڑھتے ہوئے چار دن لگ گئے ابھی سارا الفضل نہیں پڑھا گیا ”اللہ کرے زور قلم اور زیادہ“ میرا دل اس بات سے حیران ہے کہ آپ کتنے دن پہلے نمبر لکھنا شروع کرتے ہیں اور کون کون صاحب قلم آپ کو اپنی پسندیدہ تحریرات بھیجتے ہیں اور کس کس کا کلام کس نمبر میں لکھنا ، بہت محنت طلب کام ہے اللہ آپ کو صحت سلامتی والی زندگی دے اور آپ پیارے الفضل کی اور خدمت کر سکیں۔جزاکم اللہ

طلوع و غروب آفتاب

30مارچ 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:01	18:35
مدینہ منورہ		04:58	18:37
قادیان		04:57	18:46
ربوہ		04:38	18:29
اسلام آباد ٹلفورڈ	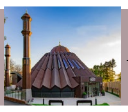	04:45	19:33